دل کی بات

حزبِ اختلاف کی محتاط سیاست

موسمی گرمی کے ساتھ ساتھ سیاسی گرمی میں بھی شدت آ رہی ہے۔جب سے سرکاری لیگ نے جنرل پرویز مشرف کوموجودہ اسمبلیوں سے آئندہ پانچ سال کے لیے دوبارہ صدر منتخب کرنے کا عندیہ دیا ہے‘ موسم کچھ زیادہ ہی گرم ہو گیا ہے۔یوں تو حزبِ اختلاف کے دو بڑے اتحاد ’’متحدہ مجلس عمل‘ اور ’’اے آر ڈی‘‘ گزشتہ سات سال سے موجودہ حکومت گرانے کی کوششوں میں مصروف ہیں لیکن ابھی تک کسی کو بھی کوئی بڑی کامیابی نہیں ہوئی۔گزشتہ مہینوں میں مسلم لیگ اور پیپلز پارٹی کے درمیان لندن میں ’’میثاقِ جمہوریت‘‘ طے پایا۔نواز شرف اور بے نظیر نے اپنی غلطیوں کا اعتراف کرتے ہوئے آئندہ محتاط رہنے کا فیصلہ کیا۔وہ تو پاکستان آنے میں بھی بہت احتیاط سے کام لے رہے ہیں۔اسی طرح متحدہ مجلس عمل روزِ اوّل سے محتاط ہے اور پھونک پھونک کر قدم رکھ رہی ہے۔سرحد حکومت کی بقاء، بلوچستان کی مخلوط حکومت میں شرکت، ۱۷ویں آئینی ترمیم، قومی اسمبلی اور سینٹ میں حزبِ اختلاف کی قیادت پر اتفاق احتیاطی تدابیر کا ہی نتیجہ ہے۔

حزبِ اختلاف کی تمام جماعتوں نے جنرل پرویز مشرف کو دوبارہ صدر قبول کرنے سے انکار کیا ہے۔متحدہ مجلس عمل کی سپریم کونسل نے ۲۶ /جون کو اسلام آباد میں اعلان کیا ہے کہ:

> ’’۱۶/ جولائی سے رابطہ عوام مہم شروع کی جائے گی۔جنرل پرویز کو دوبارہ صدر قبول نہیں کریں گے بلکہ ایسی تمام کوششوں کی بھرپور مزاحمت کریں گے۔‘‘

اخباری بیانات کے مطابق قاضی حسین احمد صاحب تو تحریک چلانا چاہتے ہیں اور دھرنا بھی دینا چاہتے ہیں مگر مولانا فضل الرحمٰن اِسے قاضی صاحب کی ذاتی رائے قرار دے کر معاملہ معلق کر دیتے ہیں۔مولانا کا مؤقف ہوتا ہے کہ سپریم کونسل فیصلہ کرے گی اور سپریم کونسل کا فیصلہ آپ کے سامنے ہے۔اس میں تحریک چلانے یا دھرنا دینے والی کوئی بات نہیں جبکہ قاضی صاحب سپریم کونسل کے حالیہ فیصلے میں شامل ہیں۔

ادھر اے آر ڈی کی قیادت ۲/ جولائی کو اپنے اجلاس میں تحریک چلانے یا نہ چلانے کا فیصلہ کرے گی۔محسوس یہی ہوتا ہے کہ حزبِ اختلاف کی تمام جماعتیں محتاط رویہ اور ’’اعتدال پسندی‘‘ اختیار کیے ہوئے ہیں۔موجودہ وقت کو وہ کسی نہ کسی طرح ۲۰۰۷ء میں ہونے والے عام انتخابات تک پورا کرنا چاہتی ہیں۔سیاسی شطرنج بچھی ہوئی ہے۔مجلس عمل، اے آر ڈی اور سرکاری لیگ اپنے اپنے داؤ پر ہیں۔چودھری شجاعت کا کہنا ہے کہ موجودہ اسمبلیاں ہی جنرل پرویز کو دوبارہ صدر منتخب کریں گی۔چھوٹے چودھری صاحب نے کہا ہے کہ آئندہ پانچ سال کے لیے بھی ہمیں وردی والا صدر ہی

چاہیے۔ جنرل پرویز کا کہنا ہے کہ وردی میرے جسم کا حصہ ہے۔ یہ بیانات پڑھ کر کئی سیاسی بٹیرے سرکاری لیگ میں شامل ہوگئے ہیں کہ مستقبل انھی کا ہے۔

قاضی حسین احمد صاحب کا فرمان ہے کہ آئندہ انتخابات میں مجلس عمل کلین سویپ کرے گی۔ اللہ کرے ایسا ہی ہو لیکن حالات کے تیور اس سے اتفاق نہیں کر رہے۔ حزبِ اختلاف کی جماعتیں الگ الگ سمتوں میں چلنے کی بجائے اگر یک نکاتی ایجنڈے کو لے کر اسلام آباد کی طرف رُخ کر لیں تو موجودہ حکمرانوں کی واپسی دنوں کی بات رہ جائے گی۔ لیکن ایسا کیوں نہیں ہو رہا؟ اس میں کون رکاوٹ ہے؟ ایسا کب ہوگا؟ اور جب ہوگا' تب کیا ہوگا؟ ایسے تمام سوالات کے جوابات حزبِ اختلاف کے قائدین کے ذمہ ہیں۔

بہاءالدین زکریا یونیورسٹی' قادیانیت کے نرغے میں:

علامہ اقبال نے سچ فرمایا تھا: ''قادیانی' اسلام اور وطن دونوں کے غدار ہیں۔'' ان دنوں بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان' قادیانی سازشوں کا مرکز بنی ہوئی ہے۔ ایک قادیانی پروفیسر ڈاکٹر عامر سہیل کو بعض قادیانی نواز پروفیسروں نے سازش کر کے چور دروازے سے ڈیپوٹیشن پر یونیورسٹی کے شعبۂ اردو میں تعینات کرایا ہے۔ مذکورہ قادیانی پروفیسر ایک جاہل آدمی ہے۔ اپنے جھوٹے نبی مرزا قادیانی کی طرح ادب کی الف سے بھی ناواقف ہے مگر کسی سفارش پر اس کا جاہلانہ مقالہ منظور کر کے پی ایچ ڈی کی ڈگری دے دی گئی۔ مجلس احرار اسلام کے شعبۂ تبلیغ تحریک تحفظ ختم نبوت کی طرف سے زکریا یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر نصیر خان کو ۲۸ رمئی کو ایک خط کے ذریعے قادیانی پروفیسر عامر سہیل کی خلافِ آئین' تبلیغی سرگرمیوں کے خلاف احتجاج اور مطالبہ کیا گیا کہ اس کی ڈیپوٹیشن منسوخ کر کے واپس بھیجا جائے۔ ۲ رجون کو ملتان کی مختلف دینی وسیاسی جماعتوں کے رہنماؤں نے ایک وفد کی صورت میں وائس چانسلر سے ملاقات کر کے انھیں مذکورہ قادیانی پروفیسر کی کفریہ، بے ہودہ اور دین و وطن دشمن سرگرمیوں سے آگاہ کیا۔ وائس چانسلر نے کارروائی کا وعدہ کرنے کے باوجود ابھی تک کچھ نہیں کیا۔ بلکہ قادیانی پروفیسر عامر سہیل اور اس کے بعض ہم نوا اساتذہ سے ساز باز کر کے قادیانی کو غیر قانونی تحفظ فراہم کر رہے ہیں۔ قادیانی پروفیسر عامر سہیل یونیورسٹی میں قادیانیت کی تبلیغ کرتا ہے، لٹریچر تقسیم کرتا ہے، طلباء کو گمراہ کرتا ہے، اسلام اور دینی شخصیات کو گالیاں بکتا ہے، دینی اقدار کا مذاق اڑاتا ہے اور دینی مسائل پر بکواس کرتا ہے۔ وزارتِ تعلیم کے اعلیٰ حکام اس معاملے کا سنجیدگی سے نوٹس لیں اور قادیانی پروفیسر کی ڈیپوٹیشن منسوخ کریں۔

☆......☆......☆